گیارھواں باب

ختم قرآن پر روشنی کرنا

عامۃ المسلمین کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ ثواب اور روشنی قبر حاصل کرنے کے لئے یوں تو ہمیشہ ہی مگر رمضان یا شب قدر اور ختم قرآن کے دن خصوصیت سے مسجدوں میں چراغاں یعنی دھوم دھام سے روشنی کرتے ہیں۔ مسجدوں کو خوب آراستہ کرتے ہیں۔ وہابیوں کی مسجدیں بے رونق بے نور رہتی ہیں۔ انہیں مسجدوں میں چراغاں کرنے وہاں زینت دینے کی توفیق نہیں ملتی وہابی مسلمانوں کے اس کار ثواب کو بدعت حرام۔ بلکہ شرک تک کہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں ان مسائل کا ثبوت دوسرے فصل میں ان مسائل پر اعتراضات مع جوابات۔ ناظرین سے توقع انصاف اور اپنے رب سے امید قبول ہے۔

پہلی فصل ......روشنی مسجد کا ثبوت

مسجدوں میں ہمیشہ روشنی کرنا۔ خصوصاً ماہ رمضان خصوصاً شب قدر یا ختم قرآن شریف کے دن وہاں چراغاں کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ جس کا بہت ثبوت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(پارہ ۱۰ سورہ ۹ آیت نمبر ۱۸)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مسجدوں میں جماعات نماز قائم کرنا۔ وہاں صفائی رکھنا۔ عمدہ چٹائیاں فرش وغیرہ بچھانا۔ وہاں روشنی و چراغاں کرنا وغیرہ سب مسجد کی آبادی میں داخل ہیں۔ تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی فرماتے تھے۔ جس کی روشنی میں میلوں تک عورتیں چرغہ کات لیتی تھیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں رونق چراغاں کرنا ایمان کی علامت ہے۔ تو ظاہر ہے کہ مسجدوں کو بے نور بے آباد رکھنا کفار کی نشانی ہے۔

(۲) ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال اول من اسرج فی المساجد تمیم الداری۔

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ جس نے پہلے مسجدوں میں چراغ جلائے وہ تمیم داری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

(سنن ابن ماجہ باب تطہیر المساجد و تطییبھا ج ۱ ص ۲۵۰ رقم الحدیث ۷۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں روشنی کرنا سنت صحابی ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور ﷺ کے زمانہ میں چراغ کا عام رواج نہ تھا۔ بوقت جماعت کھجور کی لکڑیاں جلا کر روشنی کر لی جاتی تھی۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے وہاں چراغاں کیا۔

(۳) ابو داؤد شریف نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔

قالت یا رسول اللہ ﷺ افتنا فی بیت المقدس فقال رسول اللہ ﷺ ایتوہ فصلو فیہ و کانت البلاد فی ذلک حربا فان لم تاتوہ فصلو فیہ فابعثوا بزیت یسرج فی قنادیلہ۔

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمیں مسجد بیت المقدس شریف کے متعلق حکم دیں تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھو اس زمانہ میں شہروں میں جنگ تھی تو فرمایا کہ اگر تم وہاں نہ پہنچ سکو اور نہ نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں تیل بھیج دو۔ کہ وہاں کی قندیلوں میں جلایا جاوے۔

(سنن ابوداؤد باب فی السرج فی المساجد ج ۱ ص ۱۲۵ رقم الحدیث ۴۵۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کر کے جانا سنت ہے۔ ہمارے حضور ﷺ نے معراج میں وہاں تمام نبیوں کو نماز پڑھائی۔ خود حضور انور ﷺ اور سارے پیغمبر سفر کر کے وہاں نماز پڑھنے پہنچے۔ دوسرے یہ کہ بیت المقدس کی مسجد میں بہت قندیلیں روشن کی جاتی تھیں۔ جیسا قنادیل جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب وہاں نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ یعنی اعلیٰ درجہ کی عبادت اور باعث ثواب ہے چوتھے یہ کہ مسجد میں چراغاں کرنے کے لئے دور سے تیل بھیجنا سنت صحابہ ہے۔

(۴) حدیث امام رافعی محدث نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول اللہ ﷺ من بنی للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ ومن علق فیہ قندیلاً صلی علیہ سبعون الف ملک حتی ینطفی ذالک القندیل۔

ترجمہ: کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور جو مسجد میں قندیل جلائے گا اس پر ستر ہزار فرشتے دعاء رحمت کریں گے جب تک کہ یہ چراغ بجھ نہ جائے۔

(صحیح البہاری باب تعلیق القنادیل فی المساجد ج ۲ ص ۳۱۶ طبع سنہ ۱۹۹۲ء)

معلوم ہوا کہ مسجد کی روشنی ستر ہزار فرشتوں کی دعا لینے کا ذریعہ ہے۔

(۵) حدیث ابن نجار نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول اللہ ﷺ من علق فی مسجد قندیلاً صلی علیہ سبعون الف ملک حتی ینطفی ذالک القندیل رواہ ابن النجار۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ جو مسجد میں کوئی قندیل لٹکائے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعاء رحمت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ قندیل گل ہو۔

(صحیح البہاری باب تعلیق القنادیل فی المساجد ج ۲ ص ۳۱۶ طبع سنہ ۱۹۹۲ء)

معلوم ہوا کہ جیسے مسجد میں چراغ جلانا ثواب ہے۔ ایسے ہی مسجد میں چراغ یا تیل یا بتی دینا بھی ثواب ہے۔ خواہ ایک چراغ ہو یا بہت۔

(۶) حدیث ابن شاہین محدث نے حضرت ابی اسحاق ہمدانی سے روایت کی۔

قال خرج علی ابن ابی طالب فی اول لیلۃ من رمضان والقنادیل تزھر و کتاب اللہ تتلی فقال نور اللہ لک یا ابن الخطاب فی قبرک کما نورت مساجد اللہ تعالیٰ بالقرآن۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ رمضان کی پہلی شب کو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے مسجد نبوی میں قندیلیں جگمگا رہی تھیں اور قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے عمر ابن خطاب اللہ تعالیٰ تمہاری قبر روشن کرے جیسے تم نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن کے وقت روشن کر دیا۔

(جامع الرضوی صحیح البہاری باب تنویر القنادیل ج ۲ ص ۵۹۸۔۵۹۹ طبع سنہ ۱۹۹۲ء)

(۷) حدیث صحیح البہاری شریف نے بعض محدثین سے روایت کی کہ انہیں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی۔

انہ قال نور اللہ قبر عمر کما نور علینا مساجدنا۔

ترجمہ: آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر روشن کرے جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔
(جامع الرضوی صحیح البخاری باب تنویر القنادیل ج۳ص۵۹۹طبع سنہ۱۹۹۲ء)

ان آخری روایتوں سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں مسجدوں میں چراغاں کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مروج ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دعائیں دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روشنی مسجد سے انشاء اللہ قبر منور ہوگی۔ لہٰذا اب جو اس روشنی مسجد کو روکتا ہے۔ وہ درپردہ سنت صحابہ پر اعتراض کرتا ہے۔ اس چراغاں کے روکنے والے اپنی قبریں تاریک کر رہے ہیں۔

(۸) قرآن رب تعالیٰ ان بند کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا۔

ترجمہ: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کی بے آبادی میں کوشش کرے۔
(پارہ۱سورہ۱آیت نمبر۱۱۴)

اس آیت میں ان لوگوں پر بھی عتاب ہے جو مسجدوں میں نماز۔ ذکر الٰہی۔ تلاوت قرآن نعت خوانی سے منع کریں اور ان لوگوں پر بھی عتاب ہے۔ جو مسجدوں میں چٹائیاں ڈالنے فرش بچھانے روشنی کرنے چراغاں وغیرہ سے روکیں کہ آبادی میں یہ سب چیزیں داخل ہیں۔ عقل کا تقاضا بھی ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسجدوں کو آراستہ کرنا وہاں ہمیشہ یا بعض خصوصی موقعہ پر چراغاں کرنا اچھا ہے۔ کیونکہ آج ہم اپنے مکانوں میں زیب و زینت کرتے ہیں۔ بیاہ شادی وغیرہ پر خوب دل کھول کر روشنی چراغاں کرتے ہیں۔ عمارتیں بجاتے ہیں۔ جب ہمارے گھر آراستگی روشنی چراغاں کے مستحق ہیں تو اللہ کا گھر جو تمام گھروں سے افضل ہے اسے عام گھروں سے زیادہ آراستہ کیا جاوے تاکہ مسجدوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔ یہ کام احترام مسجد اور تبلیغ دین کا ذریعہ ہے۔

دوسری فصل......اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

غیر مقلد وہابیوں کے جس قدر اعتراضات اب تک ہم نے سنے ہیں۔ وہ نہایت دیانداری سے مع جوابات عرض کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

اعتراض ......:۔ مسجدوں میں چراغاں کرنا فضول خرچی کہنا غلط ہے۔ فضول خرچی و اسراف ہے اور اسراف سے قرآن کریم میں منع فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔

ترجمہ: کھاؤ اور پیؤ اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو پسند نہیں فرماتا۔
(پارہ۸سورہ۷آیت نمبر۳۱)

جواب:۔ مسجد کے چراغاں کو فضول خرچی کہنا غلط ہے۔ فضول خرچی اس خرچ کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی دینی یا دنیاوی نفع نہ ہو۔ مسجد کے چراغاں میں مسجد کی زینت ہے جو عبادت اور باعث ثواب ہے۔

اعتراض ......:۔ جب ایک چراغ سے روشنی حاصل ہوسکتی ہے تو باقی چراغاں بے کار ہیں اور بے کار خرچ فضول خرچی میں داخل ہے۔

جواب:۔ جب ایک قمیص و پائجامہ سے ستر حاصل ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ اچکن واسکٹ پہننا فضول خرچی اور حرام ہو۔ جب چھ آنہ گز کے گاڑھے سے ستر چھپ جاتا ہے تو چاہیے کہ دو روپے گز کے ململ۔ لٹھا۔ چکن۔ وائل پہننا حرام ہو۔ جب گھر میں دو آنہ کے چراغ

سے روشنی حاصل ہوسکتی ہے تو وہاں صدہا روپیہ خرچ کر کے بجلی کی فٹنگ کرانا اور گیس کی روشنی کرنا اسراف وحرام ہونا چاہیئے جب تھرڈ کلاس سے بھی راستہ طے ہوجاتا ہے تو انٹر بلکہ سیکنڈ۔فسٹ میں روپیہ خرچ کرنا حرام ہونا چاہیئے۔جناب ایک دیئے سے تو روشنی حاصل ہوتی ہے اور زیادہ چراغوں سے مسجد کی زینت ورونق مسجد کی روشنی بھی عبادت ہے اور وہاں کی زینت بھی عبادت۔

اعتراض ......:۔ اگر مسجد میں چراغاں کرنا اچھی چیز ہے تو خود نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ شریف میں مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیوں نہ کیا۔کیا تم حضور ﷺ سے افضل ہو یا دین کے زیادہ ہمدرد ہو۔جو کام حضور ﷺ نہ کریں تمہیں کرنے کا کیا حق ہے۔

جواب:۔ اگر واسکٹ اچکن اعلیٰ درجہ کی ململیں پہننا اچھا کام ہے تو حضور انور ﷺ نے کیوں نہ استعمال فرمائیں جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا وہ اے وہابیو تم کیوں کرتے ہو۔تم اپنے گھروں میں بجلی فٹنگ کیوں کرتے ہو تم اپنے گھر میں بجلی گیس کیوں جلاتے ہو۔جناب حضور ﷺ کے زمانہ شریف میں لوگوں کے گھر بھی سارے معمولی تھے۔جہادوں کا زمانہ تھا اس طرف توجہ فرمانے کا موقعہ ہی نہ تھا جب صحابہ کرام کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے گھر اچھے بنائے۔تو فقہاء صحابہ نے سوچا کہ دین تو دنیا سے اعلیٰ ہے۔اور اللہ کا گھر یعنی مسجد نبوی شریف ہمارے گھروں سے افضل۔جب ہمارے گھر شاندار ہیں تو اللہ کا گھر بہت شاندار ہونا چاہیئے۔یہ سوچ کر حضرت عثمان نے مسجد نبوی شریف۔بہت عالی شان بنائی اور وہاں بہت زیب وزینت کی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ۔

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين۔

ترجمہ: تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت مضبوطی سے پکڑو۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۵۔۱۶ رقم الحدیث ۴۲۔۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)،(جامع الترمذی جلد ۲ ص ۹۲ مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ پشاور)،(سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۲۰۰ برقم ۴۶۰۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)،(غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام امام محب الدین طبری ج ۱ ص ۲۵۳ رقم الحدیث ۳۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷ برقم ۱۷۲۷۵۔۱۷۲۷۶ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)،(مسند الامام الطحاوی ج ۶ ص ۱۶۲ رقم الحدیث ۵۵۳۵ مطبوعہ مکتبۃ الحرمین للنشر والتوزیع دبئی)،(سنن الکبری بیہقی جلد ۱۰ ص ۱۱۴ مطبوعہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)،(شعب الایمان جلد ۶ ص ۶۷ رقم الحدیث ۷۵۱۵۔۷۵۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(جامع المسانید والسنن ابن کثیر ج ۹ ص ۴۴۰۵ تا ۲۴۰۷ رقم الحدیث ۶۲۷۴۔۶۲۷۵۔۶۲۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)،(کتاب الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد امام بیہقی ص ۲۲۹ مطبوعہ دار الآفاق الجدیدۃ بیروت)،(دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۵۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)،(شرح السنۃ امام بغوی ج ۱ ص ۱۸۱ رقم الحدیث ۱۰۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جیسے حضور کی سنت قابل عمل ہے۔ایسے ہی حضور کے صحابہ کرام کی سنت لائق عمل حضور کے صحابہ نے مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیا۔بلکہ خود حضور انور ﷺ نے بیت المقدس کی مسجد میں چراغاں کرنے کے لئے تیل بھیجنے کا حکم دیا۔

اعتراض ......:۔ ابوداؤد شریف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

قال قال رسول الله ﷺ ما امرت بتشبيد المساجد قال ابن عباس لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ مجھے مسجدیں سجانے کا حکم نہیں دیا گیا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم یہود ونصاریٰ کی طرح آراستہ کرو گے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۲ رقم الحدیث ۴۴۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدیں سجانے کا حکم نہیں۔یہ بھی پتہ لگا کہ عبادت خانے سجانا۔یہود ونصاریٰ کی سنت ہے نہ کہ مسلمانوں کا طریقہ اور ظاہر ہے کہ مسجد میں چراغاں کرنا بھی سجاوٹ ہی ہے لہٰذا یہ بھی منع ہے۔

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں۔ایک یہ کہ اگر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی زینت اور وہاں چراغاں کرنا منع ہے تو انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کو مسجدوں کی زینت دیتے وہاں چراغاں کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا۔کیا خود ہی

اپنی روایت کی مخالفت کی نیز کیا تمام صحابہ کرام اس حدیث کا وہ مطلب نہ سمجھے جو تم سمجھے نیز اس صورت میں یہ حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی کہ رب تعالیٰ نے مسجد کی زینت وآبادی کو ایمان کی علامت قرار دیا کہ فرمایا۔ **انما یعمر مساجد اللہ الخ** پتہ لگا کہ تم نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا۔

دوسرے یہ کہ یہاں ہر زینت کی ممانعت نہیں بلکہ ناجائز ٹیپ ٹاپ پر عتاب ہے۔ جیسے فوٹو تصویروں سے سجانا اس ہی لئے یہود ونصاریٰ سے تشبیہ دی گئی۔ ان کے عبادت خانے تصاویر فوٹو سے سجائے جاتے ہیں۔ یا وہ زینت مراد ہے جو اللہ کے لئے نہ ہو دکھلاوے اور نام ونمود ریاکاری کے لئے ہو جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ مگر جو زینت و چراغاں صرف مسجد کے احترام اور رب تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو وہ بہتر ہے۔ رب تعالیٰ اپنے اور اپنے محبوب کے کلام کی صحیح فہم نصیب فرمائے۔

اعتراض ......:۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

قال قال رسول اللہ ﷺ ان من اشراط الساعۃ ان یتباھی الناس فی المساجد۔

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کہا یقیناً علامات قیامت سے یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔

(سنن ابوداؤد باب فی بناء المساجد ج اص ۱۲۳ رقم الحدیث ۴۴۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی زینت علامت قیامت ہے۔ اس سے اللہ بچائے۔

جواب:۔ اس حدیث کے وہ ہی معنی ہیں۔ جو ہم اعتراض نمبر ۴ کے جواب میں عرض کر چکے یعنی فخریہ مسجدیں بنانا اور شیخی کے طور پر مسجدیں سجانا علامت قیامت ہے کہ ایک محلے والے دوسرے محلّہ والوں کے مقابلہ میں مسجد کو زینت دے کر انہیں طعنہ دیں کہ ہماری مسجد تمہاری مسجد سے زیادہ آراستہ ہے جناب فخر وریا کے لئے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ تو اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ اخلاص کی نماز بھی منع ہو جاوے۔

یا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قریب قیامت لوگ مسجدوں میں جا کر بجائے ذکر اللہ کرنے کے دنیاوی باتیں ایک دوسرے کے مقابل شیخی مارا کریں گے۔ یہ سخت گناہ ہے اور اگر حدیث کے وہ ہی معنے ہوں جو تم سمجھے یعنی مسجدوں کی زینت علامات قیامت ہے تو بھی اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی قیامت کی ہر علامت بری نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول۔ امام مہدی کا ظہور بھی علامت قیامت ہے۔ مگر برا نہیں بلکہ بہت بابرکت ہے۔

اعتراض ......:۔ مسجدوں میں چراغاں کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔

جواب:۔ یہ غلط ہے۔ یہ تو سنت صحابہ ہے جیسا کہ ہم پہلی فصل میں بیان کر چکے ہیں اور اگر یہ بدعت بھی ہو تو ہر بدعت نہ حرام ہے نہ گمراہی۔ بخاری شریف چھاپنا بدعت ہے مگر حرام نہیں بلکہ ثواب ہے حدیث کا فن اس کی قسمیں بدعت ہیں مگر حرام نہیں بدعت کی نفیس تحقیق اسی جاء الحق کے پہلے حصہ میں دیکھو۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ آج کلمہ ونماز بلکہ ساری عبادتوں میں بہت بدعتیں شامل ہیں ان بدعتوں پر ثواب ہے۔

☆......///......☆